پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے حوصلہ افزا اقدامات

وزیراعظم شوکت عزیز نے بلجیم کے صنعتکاروں اور تاجروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے کی دعوت دی ہے اوران سے کہا ہے کہ وہ پاکستان میں کسی بھی شعبے میں چاہیں تجارت کر سکتے ہیں، صنعتیں لگا سکتے ہیں، جتنا چاہیں سرمایہ لائیں اور جتنا چاہیں واپس لے جائیں۔ ہم پاکستان میں حقیقت پسندانہ پالیسیاں اختیار کر رہے ہیں۔ آج اور آنے والے کل کا پاکستان گزشتہ کل کا پاکستان نہیں ہے۔ وزیراعظم والون ایکسپورٹ اینڈ فارن انوسٹمنٹ ایجنسی کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے ناشتہ پر خطاب کر رہے تھے جس میں بلجیم کے ممتاز صنعتکاروں، تاجروں اور بنکاروں نے شرکت کی۔ والون بلجیم فیڈریشن کی تین ریاستوں میں سے ایک ریاست ہے اور یہ بلجیم کی صنعتی ایمپائر ہے جس کی کل آبادی 33 لاکھ ہے جس میں سے چودہ لاکھ صنعتی مزدور ہیں۔ اس ریاست سے یورپ، امریکہ، مڈل ایسٹ اور لاطینی امریکہ کو مشینری ایکسپورٹ کی جاتی ہے۔ پاکستان بھی ٹیکسٹائل مشینری اس ریاست سے خریدتا ہے۔

وزیراعظم شوکت عزیز نے تقریب میں پاکستان کی اقتصادی پالیسیوں کا تفصیل سے ذکر کیا اور کہا کہ پاکستان میں اس وقت سرمایہ کاری کے لئے فضا انتہائی سازگار ہے اور حکومت سرمایہ کاروں کو تمام تر سہولتیں مہیا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرمایہ کار آئیں اور دیکھیں پاکستان میں انقلابی تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ سرمایہ کاری کے راستے کھل جائیں۔ وزیراعظم نے پاکستان کا مختصر تعارف کرایا اور کہا کہ پاکستان میں 15 کروڑ ایسے محنتی لوگ آباد ہیں جن کا کوالٹی آف ورک دنیا بھر میں تسلیم شدہ ہے اور یہ درست بھی ہے کہ امریکہ ہو یا یورپ، مشرق وسطیٰ کے ممالک ہوں یا خلیج کی ریاستیں جہاں بھی پاکستانی موجود ہیں انہوں نے ان ممالک کی تعمیر و ترقی میں اہم اور بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ پاکستانی لیبر کو ہر ملک میں بہترین تسلیم کیا گیا ہے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے برسر اقتدار آتے ہی قوم سے خطاب میں سات نکاتی اقتصادی پیکیج کا اعلان کیا تھا اس میں زیادہ زور معاشی و صنعتی ترقی پر تھا اور اس کی اہم ترین بات یہی تھی کہ ملک میں بیرونی سرمایہ کاری کے لئے بہتر اور خوشگوار فضا پیدا کی جائے۔ اس پروگرام کے تحت قومی تحویل میں لئے گئے اہم اداروں کی نجکاری کا کام شروع کیا گیا۔ متعدد بنکوں کی نجکاری کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور چند دوسرے بڑے اداروں جن میں پی ٹی سی ایل بھی شامل ہے، کی نجکاری کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ وزیراعظم شوکت عزیز نے اس حوالے سے بھی بات کی اور کہا کہ نجکاری کا عمل انتہائی صاف وشفاف ہے ہر نیلامی کو ٹیلی ویژن پر دکھایا جاتا ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ حکومت نے سرمایہ کاری کے حوالے سے بہت سی ترغیبات دی ہیں۔ بیرون ملک سے کوئی صنعتکار و سرمایہ کار پاکستان میں صنعتیں لگانا چاہے تو اسے تمام تر سہولتیں ایک ہی چھت کے نیچے فراہم کی جاتی ہیں۔ اس حوالے سے پاکستان سرمایہ کاری بورڈ نے نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بیرون ملک بھی سرمایہ کاروں کی کانفرنسیں منعقد کی ہیں جہاں تاجروں وصنعتکاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کے حوالے سے بریفنگ دی جاتی رہی ہے۔ چند ماہ قبل جب وزیراعظم شوکت عزیز چین کے دورہ پر گئے تھے تو وہاں بھی اسی طرح کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ وزیراعظم نے بلجیم کے تاجروں اور صنعتکاروں کو ملک کی معاشی ترقی سے بھی آگاہ کیا اور کہا کہ گزشتہ سال اقتصادی ترقی کی رفتار 6.4 فیصد تھی جو اس سال بڑھ کر 7 سے 8 فیصد تک ہو جائے گی۔ اسی طرح فی کس آمدنی 450 ڈالر سے بڑھ کر 700 ڈالر ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اس وقت تین ترجیحات پر اپنی پوری توجہ دے رہا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) معیشت کی ترقی (۲) سیاسی عمل کا ارتقا (۳) اندرونی اور بیرونی سلامتی۔ وزیراعظم نے صنعتکاروں اور تاجروں کو دعوت دی کہ وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کے منافع بخش مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ تعمیرات، ٹیلی مواصلات، بینکنگ اور رئیل اسٹیٹ کے شعبوں میں سرمایہ کاری کریں۔ ہم نے پالیسی اوپن کر دی ہے اور حکومت کی جانب سے عدم مداخلت کا اصول اپنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بلجیم کے درمیان اس وقت 400 ملین یورو کی تجارت ہو رہی ہے۔ اس میں کئی گنا اضافہ کی گنجائش ہے اور یہ ایک بلین یورو تک ہو سکتا ہے۔ والون کے صدر نے وزیراعظم شوکت عزیز کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا کہ ”آپ کی پالیسیوں کا عالمی سطح پر اعتراف کیا گیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان ایک سازگار اور قابل عمل منزل ہے“۔ اس تقریب میں متعدد صنعتکاروں نے پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس وقت حکومتی سطح پر ملک میں معاشی ترقی اور بیرونی سرمایہ کاری کے لئے متعدد اہم اور مثبت اقدام کئے جا رہے ہیں۔ تیل تلاش کرنے والی متعدد پیٹرولیم کمپنیوں کے ساتھ معاہدے ہوئے ہیں، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے متعدد بڑے سافٹ ویئر ادارے بھی پاکستان میں اپنے دفاتر قائم کر رہے ہیں اور گزشتہ روز ہی ملائشیا کی ایک فرم نے پاکستان میں کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ایک لاکھ مکانات تعمیر کرنے کے لئے ایک بڑے منصوبے کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح سعودی عرب کی بھی ایک بڑی فرم کراچی اور دوسرے شہروں میں ہاؤسنگ سیکٹر میں سرمایہ کاری کر رہی ہے۔ گوادر پورٹ مکمل ہونے کے بعد اس سرمایہ کاری میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس حوالے سے حکومت کی یہ پالیسی قابل قدر ہے کہ حکومت کا کام کاروبار کرنا نہیں بلکہ نجی شعبے کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنا ہے اس پالیسی پر تیزی سے عملدرآمد بھی کیا جا رہا ہے اور سرمایہ کاری کے حوالے سے مثبت پیش رفت بھی ہو رہی ہے۔ تاہم ان تمام صنعتی و اقتصادی سرگرمیوں کے لئے سرمایہ کار دوست فضا کا قیام بھی اشد ضروری ہے اور اس کے لئے امن وامان کی فضا کو اور بہتر اور خوشگوار بنانے کی ضرورت ہے تاکہ بیرونی سرمایہ کار پاکستان میں اپنے آپ کو پوری طرح محفوظ تصور کرے۔ اس حوالے سے حکومت کو ابھی اور بہت کچھ کرنا ہوگا۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ بیرونی سرمایہ کاری کو ملک میں مکمل قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔ اگرچہ صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز ہر جگہ، ہر تقریب میں دوٹوک الفاظ میں یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ جتنا چاہے سرمایہ لائیں اور جتنا چاہے سرمایہ واپس لے جائیں حکومت کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہوگی لیکن اس بارے میں اگر ٹھوس قانونی تحفظ فراہم کر دیا جائے تو بیرونی سرمایہ کاری کی فضا مزید بہتر ہو سکے گی۔ بلکہ بیرونی سرمایہ کاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کے عمل میں محسوس ہونے والی ہچکچاہٹ بھی دور ہو جائے گی اور یہی پاکستانی حکومت کا مقصد بھی ہے۔ لہٰذا اب اس سلسلے میں بلاتاخیر ٹھوس عملی اقدامات کئے جانے چاہئیں تاکہ ملک کے اندر زیادہ سے زیادہ بیرونی سرمایہ کاری ہو، لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو اور انہیں درپیش دیرینہ مسائل کی شدت میں کمی لائی جا سکے۔

سانحہ سیالکوٹ کے ملزمان کا ہائیکورٹ سے فرار

پنجاب پولیس کی انتہائی ناقص کارکردگی، جرائم میں تشویشناک اضافہ اور شہریوں میں جان ومال کے عدم تحفظ کے بڑھتے ہوئے احساس پر وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے پولیس کو انتباہ کی ابھی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ سانحہ سیالکوٹ جیل کے مقدمہ میں ملوث ڈی آئی جی سمیت دو پولیس افسروں اور دو ڈاکٹروں نے اس انتباہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ وہ لاہور ہائیکورٹ میں ضمانتیں منسوخ ہونے کے بعد فرار ہو گئے۔ بعض اطلاعات کے مطابق ملزمان پہلے بھی انسداد دہشتگردی کی عدالت میں ضمانتوں کی منسوخی پر ڈیوٹی پر متعین پولیس اہلکاروں کو مارتے پیٹتے ہوئے فرار ہو گئے تھے۔ اب عدالت عالیہ میں انہوں نے جو رویہ اختیار کیا اور لاہور ہائیکورٹ میں متعین پولیس اہلکاروں نے جس کردار کا مظاہرہ کیا اس کے بعد خود وزیراعلیٰ پنجاب کو یہ سوچنا ہوگا کہ پولیس فورس کی اصلاح اور اسے جاری کئے جانے والے انتباہ نے ان کے سیاسی وقار کو جس طرح مجروح کیا اور ان فرار ہونے والے پولیس افسروں نے جس طرح قانون اور عدالت عالیہ کا مذاق اڑایا اس کے بعد اب کیا اصلاح احوال کی کوئی صورت باقی رہ گئی ہے اور چار مقتول ججوں کے ورثا انصاف کی کس سے اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟ جب قانون کے محافظ خود ہی قانون کو اس طرح روندنے اور عدالتوں کا مذاق اڑانے میں مصروف ہوں تو عام شہری حصول انصاف اور پولیس کی ظلم وزیادتی کے خلاف انصاف کی توقع کس طرح کر سکتا ہے۔ امن وامان کی دگرگوں صورتحال اور قانون شکنی اگرچہ ملک گیر مسئلہ بن چکا ہے لیکن پنجاب پولیس اور بالخصوص لاہور میں قتل، اغوا، ڈکیتی، خواتین کی بے حرمتی کے واقعات میں خوفناک اضافے کے بعد عدالت عالیہ میں متعین پولیس اور ملزمان کے ساتھ آئے پولیس کمانڈوز نے جو کردار ادا کیا اس کے بعد اب خود وزیراعلیٰ کو یہ سوچنا ہوگا کہ پولیس کے ناقابل رشک کردار کے بعد اصلاح احوال کی کیا صورت باقی رہ جاتی ہے۔

کرکٹ ٹیم میں ”تبدیلیوں“ کی ضرورت

آسٹریلیا کے اپنے حالیہ دورے کے دوران ہماری قومی کرکٹ ٹیم مسلسل جس کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اس پر مختلف حلقوں کی جانب سے مختلف آراء کا اظہار کیا جا رہا ہے لیکن یہ بنیادی حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ ہمارے اکثر کھلاڑی آسٹریلوی کھلاڑیوں کا جم کر مقابلہ نہیں کر پا رہے۔ موجودہ ٹیم کے حوالے سے ان کالموں میں یہ بات بار بار دہرائی جا چکی ہے کہ ان لڑکوں میں سے زیادہ تر کافی اچھے کھلاڑی ہیں۔ یعنی جو چیز ہماری ٹیم کی کارکردگی پر اثر انداز ہو رہی ہے وہ کھلاڑیوں کی صلاحیت نہیں بلکہ انہیں کھلانے والوں کی کمزور حکمت عملی اور ڈھلمل یقین قسم کی پالیسی ہے۔ حال ہی میں ایک میچ کے بعد ملک کے ایک نامور سابق کھلاڑی نے بالکل واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہماری ٹیم نفسیاتی نوعیت کے مسائل سے دوچار ہے۔ پاکستان میں کرکٹ کے اکثر شائقین کی رائے میں بھی ہمارے لڑکوں کو کسی وجہ سے بہت زیادہ ڈرا دیا گیا ہے یا وہ کسی غیر مرئی دباؤ میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ ٹیم کی پے درپے شکستوں کا صرف یہی ایک سبب نہیں ہو سکتا لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ نفسیاتی دباؤ یا بے جا خوف ان ہزیمتوں کا ایک بڑا سبب بہرحال ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر آپ کے لڑکے دھڑکتے دل اور کانپتی ٹانگوں کے ساتھ میدان میں جائیں گے تو وہ اچھی کارکردگی کیسے دکھا سکتے ہیں۔ اس خوف اور عدم اعتماد کی بے شمار وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن ایک بات طے ہے کہ ٹیم کو میدان میں اتارتے وقت جو ہدایات وغیرہ دی جاتی ہیں ان میں کوئی بنیادی نقص ضرور موجود ہے جس کی وجہ سے اکثر سینئر کھلاڑی بھی حد درجہ بددلی اور کم اعتمادی پر مبنی بیانات دیتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ٹیم کا کپتان بھی اپنی ٹیم کی خراب کارکردگی کیلئے اکثر آسٹریلیا کے کھیل کی برتری ہی کو جواز بنا کر پیش کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا کام لڑکوں کو زیادہ سے زیادہ جذبے اور حوصلے کے ساتھ کھیلنے کیلئے تیار کرنا ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ تجربہ کار کھلاڑیوں کو کھیل کی بنیادی تکنیک سمجھانے اور سکھانے کی قطعی ضرورت نہیں اس وقت تو ان کے اندر لڑنے کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ صرف پر اعتماد اور حوصلہ مند قیادت ہی سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا جو ماہرین ٹیم میں بعض بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت پر زور دیتے ہیں ہماری دانست میں وہ اس حد تک ضرور درست ہے کہ جو سینئر کھلاڑی نہ خود اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں نہ دوسروں میں مقابلہ کرنے کا جذبہ بیدار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں انہیں بلاتامل ٹیم سے الگ کر کے زیادہ ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے والے لڑکوں کو ٹیم میں شامل کیا جانا چاہئے۔